قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۶۵	مورخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۳۰ء	یوم شنبہ	مطابق ۸ر رجب المرجب ۱۳۴۹ھ	جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بفضل خدا خیریت سے ہیں ؛

اس دفعہ سالانہ جلسہ کے منتظم اعلیٰ جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری مقرر ہوئے ہیں۔ جنھوں نے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ انکے کئی بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو چکے ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ مولود کو لمبی عمر عطا کرے۔

۲۷ر نومبر بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں حافظ محمد ابراہیم صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت

"تقدیر یعنی دنیا کے اندر تمام اشیاء کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھہرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس کا کوئی مقدر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے۔ گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا۔ تو وہ کیوں اس قدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھ کر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے۔ ایسا ہی آسمانی گھڑی کہ اس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کیواسطے بنائی گئی ہے۔ اسطرح انسان مصنوع سے صانع کو اور تقدیر سے مُقدِّر کو پہچان سکتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم کیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطلاع دیدیتا ہے۔ اور انکو بتلا دیتا ہے۔ کہ فلاں وقت اور فلاں دن میں نے فلاں امر کو مقدر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جس کو خدا نے اس کام کے واسطے چُنا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے سے لوگوں کو اطلاع دیدیتا ہے۔ کہ ایسا ہوگا۔ اور پھر ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم کو ہزاروں ایسے نشانات عطا کئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کے اس قدر لوگ اسجگہ موجود ہیں۔ کون ہے جس نے کم از کم دو چار نشان نہیں دیکھے۔ اسقدر اخبار اور اخیار اور متقی اور صالح لوگ جو کہ بڑے عقل اور فراست رکھتے ہیں اور دنیوی طور پر اپنے معقول روزگاروں پر قائم ہیں۔ کیا انکو تسلی نہیں ہوئی۔ کیا انہوں نے ایسی باتیں نہیں دیکھیں۔ جن پر انسان کبھی قادر نہیں ہے۔ اگر ان سے سوال کیا جائے۔ تو ہر ایک اپنے آپ کو اوّل درجہ کا گواہ قرار دیگا ؛ (الحکم ۲۴ر جولائی ۱۸۹۹ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

مصری سیاست دان پیرس میں

اخبارات میں اعلان ہوا ہے۔ کہ مصر کے قوم پرست رہنما ان دنوں پیرس میں جمع ہو رہے ہیں۔ اس اجتماع کی حقیقی وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔

مسلمانان شمالی افریقہ سے ناانصافی

اسلامی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ شمالی افریقہ میں اسلامی آبادیوں کو نابود کرنے کے لئے فرانس کی کوششیں روز افزوں ہیں۔ عربوں اور بربروں کو علیحدہ کرنے کے لئے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بربر افرنجی النسل ہیں۔ اس لئے ان پر اسلامی قانون نافذ نہیں ہو سکتا۔

طرابلس کے مسلمانوں کی بدحالی

اٹلی کے وزیر اعظم نے طرابلس کے اسی ہزار مسلمانوں کو ان کی مقبوضہ اراضی سے محروم کر کے ساحل سمندر کے ساتھ آباد کر دیا ہے۔ اور ان خانمان برباد لوگوں میں عیسائیت کی تبلیغ زور شور سے کی جا رہی ہے۔

مصر کا دستور جدید

اخبار "السیاسۃ" رقمطراز ہے۔ کہ قانون انتخاب اور جدید دستور کے نفاذ سے عام بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ لوگ اسے موجودہ وزارت کی طرف سے قوم کے حقوق پر زبردست حملہ اور رائے عامہ کی مخالفت سے تعبیر کر رہے ہیں۔ مگر صدقی پاشا کا بیان ہے۔ کہ اس سے قوم کے جمہوری حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور حکومت قیام امن کے لئے ہر قسم کے ذرائع اختیار کریگی۔

عراق میں لاسلکی کے انتظامات

عراق کے ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانجات نے اعلان کیا ہے۔ کہ نومبر کے آخر سے مصر۔ فلسطین۔ حجاز اور شرق اردن کے لئے عربی زبان میں پیغامات لاسلکی معمولی شرح تار پر لئے جائیں گے۔

ایرانی طلباء جرمنی میں

حکومت ایران اندرون ملک ریلوے لائن کو مزید وسعت دینے کی تیاریاں کر رہی ہے اور اس غرض سے چالیس طلباء کا ایک وفد اس شعبہ کی انجنیری سیکھنے کے لئے سرکاری طور پر جرمنی بھیجا گیا ہے۔

عراق کے تیل کے نل

عراق کے تیل کے نلوں کو دو شاخوں میں تقسیم کرنے کا سوال جن میں سے ایک حیفہ میں اور دوسری شامی طرابلس میں جا کر ختم ہو۔

آج کل زیر بحث ہے۔ پٹرول کمپنی اور فرانسیسی حکومت میں ابھی تک اس کے متعلق کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

مغرب اقصےٰ میں فرانس کے مظالم

اخبار "الفتح" رقمطراز ہے۔ کہ مغرب اقصےٰ میں فرانسیسی حکومت مسلمانوں پر سخت مظالم توڑ رہی ہے۔ دار بیضاء۔ رباط سلا اور فاس کے بہت سے کارکن گرفتار کر لئے ہیں۔ عوام میں سخت ہیجان ہے۔ چند دن ہوئے اہل سلا ان مظالم سے نجات کی دعا مانگنے کیلئے مسجد میں جمع ہوئے۔ جسے جرم قرار دیکر بعض زعماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ ایک وفد سلطان مغرب اقصےٰ کو اپنی دردناک داستان سنانے کے لئے جانا چاہتا تھا۔ مگر اس کو اجازت نہیں دی گئی۔

دو نامور صحابیوں کے مزاروں کی دریافت

میدان کسریٰ میں جو بغداد کے مشرقی محاذ میں واقع ہے۔ حضرت حذیفہ اور حضرت عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہم کے مزارات دریافت ہوئے ہیں۔ جو نہایت خستہ حالت میں ہیں۔ حکومت ایران نے ان کی درستی و مرمت کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ دونوں جلیل القدر صحابی جنگ ایران میں شامل ہوئے تھے۔

مصر میں ترقی تعلیم کی رفتار

گذشتہ تین سال کے عرصہ میں حکومت مصر نے نو سو جدید درسگاہوں کی عمارتیں تعمیر کی ہیں۔ جبری تعلیم کے لئے عام لوگوں میں رجحان پایا جاتا ہے۔ تمام بڑے بڑے قصبوں میں ہسپتال کھول دیئے گئے ہیں۔

انگورا میں جدید عراقی سفیر

حکومت عراق نے باجی بک شوکت کو جدید وزیر مختار کی حیثیت سے انگورہ ارسال کیا ہے۔

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ہو گا

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال سالانہ جلسہ ۲۶ دسمبر بروز جمعہ شروع ہو گا۔ اور ۲۸ دسمبر تک رہیگا۔ جلسہ کا مفصل پروگرام گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ احباب کو ابھی سے اس مقدس اجتماع میں شریک ہونے کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔

علماء نجف اشرف کا اجتماع

بغداد کا اخبار "الہدایہ" راوی ہے۔ کہ علمائے نجف اشرف نے ایک اہم اجتماع کر کے مغرب اقصےٰ میں فرانسیسیوں کے مظالم کے خلاف زبردست پروٹسٹ کیا ہے۔

فلسطین میں عربوں کے لئے زرعی زمین

مسٹر لائڈ جارج نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ فلسطین میں ترقی کی ایک سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے ۲۵ لاکھ پونڈ منظور ہوئے ہیں۔ اس سکیم کے رو سے عربوں کو زمین مہیا کی جائے گی۔ اور اس سے جو بچ رہے گی۔ وہ یہودیوں اور عربوں کی سکونت کے کام آئے گی۔

لبنان میں مسلمانوں کی آبادی

تازہ مردم شماری سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لبنان میں مسلمانوں کی آبادی قریباً تین لاکھ ہے۔ غیر مسلم اس سے کچھ کم ہیں۔

عراق اور برطانیہ کا معاہدہ

عراقی پارلیمنٹ نے جسکا حال میں ہی افتتاح ہوا ہے۔ ۶۹ ووٹ کی موافقت اور ۱۳ کی مخالفت سے انگریزی۔ عراقی معاہدے کی توثیق کر دی ہے۔

وی پی آتے ہیں

خریداران الفضل سے

الفضل کے جن خریداروں کا چندہ ۱۰ نومبر سے ۱۵ دسمبر تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام ۳ دسمبر کا الفضل وی پی ہو گا۔ جن کے وی پی انکاری ہونگے۔ ان کے نام کا پرچہ تا وصولی قیمت امانت رکھ دیا جائیگا۔ چونکہ جلسہ سالانہ کے قرب کی وجہ سے نہایت اہم مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ اس لئے الفضل کا وی پی ضرور وصول کر لیا جائے۔ تا الفضل مسلسل نظر سے گذرتا رہے۔

خریداران سن رائز سے

سن رائز ۲۸ اگست سے ہفتہ وار شائع ہو رہا ہے۔ ۳۱ دسمبر تک کے بقائے صاف کرنے کے لئے سب بقایا داروں کو ۳ دسمبر کا سن رائز وی پی ہو گا۔ امید ہے۔ یہ وی پی وصول کر لئے جائیں گے۔ جنوری سے نئی جلد شروع ہو گی۔

خریداران مصباح سے

جن مصباحی بہنوں کی طرف سے تا حال چندہ مصباح بابت سال ۱۹۲۹ء وصول نہیں ہوا۔ یکم دسمبر کا آخری پرچہ اس جلد کا ان کے نام وی پی ہو رہا ہے۔ مہربانی فرما کر یہ وی پی وصول کر لیں۔ تاکہ پچھلا حساب بے باق ہو جائے۔ اور ہم آئندہ سال کے لئے کام بسہولت چلا سکیں۔

(مہتمم طبع و اشاعت قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۰ء جلد ۱۸

"خدا کی قدرتِ ثانی"

جماعت احمدیہ میں سلسلۂ خلافت

نبیوں کے متعلق خدا کی دائمی سنّت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی متواتر وحی سے خبر پاکر دنیا سے اپنی رحلت کا اعلان جب ایک مختصر سی تصنیف "الوصیت" میں کیا۔ تو اس میں جہاں اپنی جماعت کو نہایت ہی مؤثر اور دلنشین طریق سے روحانیت میں ترقی کرنے اور خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ وہاں دنیا کی مخالفتوں اور عداوتوں سے محفوظ رہ کر ترقی و برتری حاصل کرنے اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونے کے متعلق بھی اس سُنّت اللہ کی طرف متوجہ کیا۔ جو نبیوں اور رسولوں کی جماعتوں کے متعلق ہمیشہ سے جاری ہے۔ تاکہ آپ کی وفات پر اس جماعت میں جسے آپ نے بڑی محنت اور مشقت سے قائم کیا جس کے لئے سالہا سال راتوں کی نیند اور دن کا آرام آپ نے قربان کیا جس کی خاطر ساری دنیا کی مخالفت اور عداوت آپ نے برداشت کی۔ اس میں کسی قسم کی کمزوری نہ پیدا ہو۔ بلکہ اس کا قدم روز بروز ترقی کی طرف بڑھتا جائے۔ اور وہ ساری دنیا میں سربلند و بااقبال نظر آئے۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا۔

"یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (خدا نے لکھ رکھا ہے۔ کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں۔ تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔"

وصالِ مسیح موعودؑ کے بعد جماعت کی حالت

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے اڑھائی سال قبل یعنی ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو لکھ کر شائع کئے۔ اور جب تقدیر الٰہی کے ماتحت وہ وقت آیا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا کو چھوڑ رفیق الاعلیٰ سے جا ملے۔ تو بعینہٖ وہی نظارہ نظر آیا جس کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو مخالفوں اور دشمنوں نے ہنسی اور تمسخر۔ طعن اور تشنیع کے تیر اپنی ساری قوت و طاقت سے برسانے شروع کر دیئے۔ اور کھلم کھلا طور پر یہ کہنے لگ گئے۔ کہ اب اس جماعت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور دوسری طرف اپنی جماعت کے لوگوں کی اپنی آنکھوں کے نور اور دل کے سرور سے محرومی اور اپنی بے کسی اور بے بسی کے باعث کمریں ٹوٹ گئیں۔ دنیا ان کی آنکھوں میں اندھیر ہو گئی۔ ان کے دماغ معطل ہو گئے۔ ان کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور انہیں یکلخت یہ محسوس ہوا۔ کہ جس قلعہ میں بیٹھ کر وہ ساری دنیا کا نہایت مردانگی اور بے خوفی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ اور جس کی وجہ سے وہ دنیا کی بڑی سے بڑی مخالف طاقتوں کی پرپشہ جتنی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ وہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اور انہیں ایک ایسے صاف اور کھلے میدان میں بے سروسامان ڈال دیا گیا۔ جہاں چاروں طرف سے خونخوار غنیم ان پر یورش کرنے کے لئے اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔

نبی کی وفات کے بعد خدا کی قدرت کا دوسرا ہاتھ

اس نہایت ہی نازک وقت اور بے حد خطرناک گھڑی میں خدا تعالےٰ نے دُوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت" جس رنگ میں ظاہر کی۔ اور جس طریق سے "ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا" دکھایا۔ اس سے جماعت احمدیہ خوب اچھی طرح واقف ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کے ساتھ اسکا ذکر اسطرح فرما دیا تھا۔ کہ

"جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کیطرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰے لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنے خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دینگے۔ ایسا ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسےٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسےٰؑ کی ناگہانی جُدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کیوقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہو گیا۔"

جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے تسلّی

اگرچہ ان الفاظ میں صاف طور پر بتا دیا گیا تھا۔ کہ جب مشیت ایزدی کے ماتحت جماعت احمدیہ پر وہ وقت آئیگا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کی وجہ سے اس پر غم والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑیگا۔ جبکہ شدت صدمہ کی وجہ سے اس کے افراد دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ جبکہ چاروں طرف سے کینہ پرور اور سنگ دل دشمن حملہ آور ہونگے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی بے کسی اور ضعف کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جائیگا۔ اس وقت خدا تعالےٰ اپنی قدرت کا نمونہ اسی طرح دکھائیگا جس طرح اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کیلئے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد ان کے حواریوں کے متعلق دکھایا۔ لیکن پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو ایسی خطرناک حالت کے متعلق تسلی دینے اور بے حد غم و پریشانی سے بچانے کے لئے خاص طور پر مخاطب کر کے مزید وضاحت فرما دی۔ چنانچہ حضور نے تحریر فرمایا۔

"سو اے عزیزو۔ جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں۔ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے۔ کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے۔ تا بعد اس کے وہ دن آوے۔ جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں۔ جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے۔ کہ یہ دنیا قائم رہے۔ جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں۔ جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے"

دوسری قدرت سے مراد سلسلہ خلافت ہے

مندرجہ بالا سطور سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات کی خبر دیتے ہوئے خدا تعالےٰ کی جس سنت کا نہایت شد و مد کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور جس کی مثال میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کھڑا ہونا پیش کیا۔ اُسی قدیم سنت کا اپنی جماعت کے لئے ظاہر ہونا بھی ضروری قرار دیا۔ اور چونکہ آپ کی وفات کی خبر سے آپ کی جماعت کے لوگوں کا غمگین اور پریشان ہونا لازمی تھا۔ اسلئے یہ کہکر تسلی دی کہ "تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"

ان تشریحات اور توضیحات کے ہوتے ہوئے دوسری قدرت کے سمجھنے میں کچھ بھی دقّت باقی نہیں رہتی۔ ان سے جہاں صاف صاف یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ دوسری قدرت سے مراد سلسلہ خلافت ہے۔ وہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ سلسلہ خلافت جماعت احمدیہ کے لئے کس قدر برکات اور ترقیات کا موجب ہے۔ اور جماعت کے لئے اس سے وابستہ رہنا کتنا ضروری ہے۔ اس کی مزید تشریح انشاء اللہ دوسرے مضمون میں کی جائیگی:

مسلمانوں کی قوت عمل کا ضیاع

موجودہ ایام اپنی سیاسی نزاکت کے لحاظ سے بے حد اہم ہیں۔ ہندوستان کی آئندہ قسمت کا فیصلہ ہو رہا ہے۔ اور برادران وطن مسلمانوں کو صفحۂ ہند سے ناپید کرنے کے منصوبوں کو عملی صورت دینے اور اپنی ہستی کو زیادہ سے زیادہ اہم ظاہر کرنے کے لئے اپنی پوری قوت سے مصروف عمل ہیں۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کی موت و حیات کا سوال درپیش ہے۔ ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کا جو کچھ فرض ہونا چاہیئے وہ ظاہر ہے۔ مگر یہ امر نہایت ہی رنجدہ ہے۔ کہ ابھی تک مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو وقتی ضروریات سے آنکھیں بند کر کے قوم کی طاقت اور قوت عمل کو غیر ضروری جھگڑوں میں ضائع کرنا چاہتا ہے۔

کسی مؤتمر اسلامیہ کا جلسہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے موقعہ پر لکھنؤ میں منعقد ہوا ہے۔ جس کی ایک قرارداد حسب ذیل ہے۔

"چونکہ ابھی تک حکومت نے مسلمانوں کو ساردا ایکٹ سے مستثنےٰ نہیں کیا۔ اس لئے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں اپنی سرگرمیاں دوبارہ شروع کر دینی چاہئیں...... پبلک جلسوں اور جلوسوں کا انتظام کر کے ملک بھر میں مظاہروں کے لئے ایک خاص تاریخ مقرر کی جائے۔ اس تحریک اور مقصد کی حمایت کے لئے رضاکار بھرتی کئے جائیں"

کون اس امر سے واقف نہیں۔ کہ ساردا ایکٹ اگرچہ پاس ہو چکا ہے۔ مگر عملاً کالعدم ہے۔ اور مسلمان تو کجا کوئی ہندو بھی آج تک اس کی وجہ سے سزایاب نہیں ہوا۔ کچھ عرصہ ہوا پنجاب کے ایک ضلع میں ایک شخص کو معمولی سی سزا ہوئی۔ تو گورنر پنجاب نے بذریعہ تار اس کی رہائی کا حکم بھیجدیا۔ اس سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے۔ کہ اس ایکٹ کے متعلق خود حکومت کا کیا منشاء اور ارادہ ہے۔ اور وہ اس پر کس حد تک زور دینی کی خواہاں ہے۔ ایسے غیر اہم اور بے اثر ایکٹ کے متعلق مظاہرہ کے لئے اس قدر زور شور سے تیاریاں کرنا یقیناً موقع ناشناسی کا ثبوت ہے۔ بالفرض اگر اس کے خلاف مظاہرہ کی ضرورت تسلیم بھی کی جائے۔ تو بھی چونکہ یہ ابھی کاغذات میں ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا۔ اس لئے اسے نہایت اہم سیاسی مسائل کے حل اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ تک ملتوی کر دینا چاہیئے:

ایک مسلمان اخبار کی شرمناک جرأت

پہلے تو ہمیں ہندوؤں کے متعلق ہی شکوہ تھا کہ وہ اسلامی اصطلاحات نہایت بے موقعہ اور بے محل استعمال کر کے اپنی بدمذاقی کا ثبوت دیتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ یہ مرض مسلمان اخبارات میں بھی سرایت کرتا جا رہا ہے۔ اور ایک ایسے اخبار نے جسے اپنی اسلام پرستی پر بہت کچھ ناز ہے۔ اور جو اپنے نام کا واسطہ دیکر امداد طلب کیا کرتا ہے۔ نہایت ہی بے ہودگی کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ گول میز کانفرنس کی رُوداد کے لئے اس نے یہ عنوان تجویز کیا ہے۔

"حرم لنڈن میں نماز خوشامد کی سورۂ فاتحہ"

"حرم" "نماز" اور "سورۂ فاتحہ" اسلام میں نہایت مقدس چیزیں ہیں۔ ان کے ناموں کا بے جا استعمال اور وہ بھی مسلمان کہلانے والوں اور "مدینہ" نام رکھنے والوں کی نہایت شرمناک جرأت ہے۔

سب اسسٹنٹ سرجن توجہ کریں

اسی اخبار میں دوسری جگہ گورنمنٹ ہند کے ایک سرکاری اعلان کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ جس سے وہ سب اسسٹنٹ سرجن اصحاب فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جو پرائیوٹ پریکٹس کرتے ہوں یا جن ملازموں کو متعلقہ مقامی حکام اس ریزرو میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔ مسلمان سب اسسٹنٹ سرجنوں کو اس ریزرو میں ضرور شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ضروری شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی درخواستیں حکام متعلقہ کو فوراً بھیج دینی چاہئیں۔ ٹریننگ کے عرصہ میں مقررہ تنخواہ ملیگی۔ اور قریباً اڑھائی سو روپیہ سالانہ فوجی وردی اور سفر خرچ کیلئے دیئے جائینگے:

سکھ مردم شماری میں اپنے آپ کو ہندو لکھائیں

پنجاب میں مسلمانوں کے مقابلہ میں ملکی حقوق حاصل کرنے کیلئے ہندو سکھوں کو علیحدہ قوم قرار دینے میں جو ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں۔ وہ ابھی کل کی بات ہے لیکن اب مردم شماری کے موقعہ پر یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ سکھ اپنے آپکو ہندو لکھائیں۔ چنانچہ ہندو مشن آشرم لاہور نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس میں ان سکھوں کے متعلق جنکی ہندو

اسلام اور مسئلۂ انتقام

ایک گذشتہ مضمون میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ گاندھی جی کی تحریک عدم تشدد اور عدم تعاون اور سول نافرمانی خالصۃً انتقامی حیثیت رکھتی ہے۔ جو صرف جنگ کے موقعہ پر ہی جائز قرار دی جا سکتی ہے۔ اور اگر ایک باقاعدہ آئینی طور پر قائم شدہ گورنمنٹ کے خلاف انتقام جائز ہے۔ تو پھر قتل و خونریزی اور آتشین اسلحہ جات کے استعمال کی مذمت کی کوئی معقول وجہ پیش نہیں کی جا سکتی۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ ان حالات میں قانون شکنی کرنے والوں کے متعلق حکومت اگر تشدد کا استعمال کرتی ہے۔ تو اسے ناروا نہیں کہا جا سکتا۔ صحبت امروزہ میں یہ بتایا جائیگا۔ کہ اسلام کی رُو سے انتقام کی کیا تعریف ہے۔ اور اس کا استعمال کن مواقع پر جائز ہے۔

انتقام کی تعریف

انتقام کے معنے ہیں۔ وہ ذریعہ یا ذرائع جو کسی نامناسب ناموزوں یا خلاف قانون افعال کی روک تھام کے لئے اختیار کئے جائیں۔ اور آئندہ کے لئے اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ایسا کرنے والے کی طاقت کو کچلنا۔ یہ نقم سے مشتق ہے۔ جو ناپسندیدگی یا ناراضمندی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے اسلامی اصطلاح میں انتقام کے معنے ہیں۔ کسی کو اس کی ایسی ایذا رسانی کے بدلے میں جسے ہم ناپسند کرتے ہیں۔ سزا دینا۔ اور یہ ایسی تعریف ہے جس کی عقل انسانی مؤید ہے۔ اور اس کے مطابق ہر وہ فعل جو دوسرے کو بالواسطہ یا بلاواسطہ نقصان پہونچائے۔ انتقام کی ذیل میں آئیگا۔

اسلام کس حالت میں انتقام کی اجازت دیتا ہے

اسلام نے انتقام کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے۔ جب ایسا کرنے سے مفید اور اصلاحی نتائج پیدا ہوتے ہوں۔ لیکن جب یہ صورت نہ ہو۔ اور انتقام سے مقصود محض بدلہ لینے کی آرزو کو پورا کرنا اور نفسانی غصہ کو عملی صورت دینا ہو۔ تو اس کی اجازت نہیں۔ اسلام نے صرف تین صورتوں میں انتقام کو جائز ٹھیرایا ہے۔ اول جب ایک حکومت دوسری سے برسرپیکار ہو۔ اس صورت میں ان اشتعال انگیزیوں کی اہمیت کی نسبت سے جو اس جنگ کا موجب ہوئی ہوں۔ ایک ملک اپنے دشمن کو نقصان پہونچانے کے لئے ہر قسم کے ذرایع اختیار کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم (سورہ بقرہ ۲) اس طرح ایک جنگ کرنے والا ملک اپنے مدمقابل کے خلاف تلوار استعمال کرنے کے علاوہ اقتصادی طور پر اُسے نقصان پہونچانے کے ذرایع اختیار کرنے میں بھی حق بجانب ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ظالموں کے خلاف جنہوں نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے مدافعانہ جنگیں کرتے ہوئے دونوں قسم کے ہتھیار استعمال فرمائے

انتقام کی دوسری صورت

دوسری صورت وہ ہے۔ جب ایک حکومت اپنی رعایا پر ظلم و ستم کرتی ہو۔ ایسی صورت میں اسلام یہی سکھاتا ہے۔ کہ رعیت ان سختیوں کو جہاں تک ممکن ہو۔ صبر سے برداشت کرے اور آئینی طور پر ان کے دفعیہ کی کوشش کرے۔ اگر اس طرح کامیابی نہ ہو۔ اور تشدد ناقابل برداشت صورت اختیار کر جائے تو اس ملک کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ لیکن اگر حکومت انخلائے ملک میں بھی مزاحم ہو۔ تو اجازت ہے۔ کہ ایسے لوگ ایسی حکومت کی اطاعت سے انکار کر دیں۔ اور اپنی پوری طاقت سے ایسے ظالموں کو تہس نہس کر ڈالیں۔

تیسری صورت

تیسری صورت وہ ہے۔ جب ایک شخص کو دوسرے سے یا ایک جماعت یا قوم کو اسی ملک اور گورنمنٹ کے ماتحت رہنے والی دوسری جماعت یا قوم سے کوئی شکایت ہو۔ اس صورت میں اسلام کی یہ ہدایت ہے کہ اگر شکایت ایسی ہو۔ جو قانون کے ماتحت قابل مواخذہ ہو سکتی ہو۔ تو آئینی طور پر دادرسی کی کوشش کی جائے۔ آئینی طور پر قائم شدہ حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اسلام نے سخت ممانعت کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا۔ اگر کوئی شخص کسی کو ارتکاب جرم کرتے ہوئے عین موقعہ پر پکڑلے۔ تو کیا وہ اُسے خود سزا دے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ بلکہ معاملہ کو ذمہ وار حکام تک پہونچانا چاہئے۔ سزا کا حق صرف انہی کو حاصل ہے

لیکن اس صورت میں اگر کوئی شخص یا جماعت بعض وجوہ کی بناء پر قانونی طور پر انصاف حاصل نہیں کر سکتی۔ یا نہیں کرنا چاہتی۔ تو اُسے اجازت ہے۔ کہ ظالم کی تنبیہ یا تادیب کے لئے اپنے طور پر ایسے ذرائع اختیار کرے۔ جن سے قانون شکنی نہ ہوتی ہو۔ اور جن پر عمل کرنے سے نظام حکومت سے تصادم کا امکان نہ ہو۔ یا اگر ایک شخص یا قوم کے خلاف دوسری کی مخالفت ظاہراً تشدد کی نوعیت نہیں رکھتی۔ بلکہ سوشیل بائیکاٹ یا ایسی ہی کسی اور صورت میں ہے۔ اور تمام مصالحانہ کوششیں اصلاح حال میں ناکام ثابت ہو چکی ہیں۔ تو ستم رسیدہ شخص یا قوم دوسرے فریق کے خلاف وہی حربہ استعمال کرنے کی مجاز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک بار ایسا کیا۔ جب اہل مکہ نے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔ مگر ایسا کرنے میں کوئی زیادتی نہیں کرنی چاہئے بلکہ یہ صورت محض خود حفاظتی کے طور پر اختیار کرنے کی اجازت ہے

جب اہل مکہ نے مسلمانوں کا بائیکاٹ ترک کر دیا۔ تو باوجودیکہ وہ لوگوں کو ابھی تک مختلف طریقوں سے تنگ کرتے اور اذیتیں پہونچاتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بائیکاٹ ترک کر دیا۔

مشروط انتقام

ان صورتوں کے علاوہ اسلام نے جہاں انتقام کی اجازت دی ہے۔ اسے کئی شرائط سے مشروط کر دیا ہے۔ مثلاً آزاد اقوام میں جب کھلم کھلا جنگ ہو رہی ہو۔ تو حسب ذیل شرائط کی پابندی ضروری قرار دی ہے۔

(۱) صرف انہی لوگوں کو ایذا پہونچائی جائے۔ جو جنگ میں حصہ لے رہے ہوں۔ بوڑھوں۔ بیماروں۔ ضعفاء۔ عورتوں اور بچوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ جب تک کامل طور پر یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ جنگ میں باقاعدہ شرکت کر رہے ہیں۔

(۲) جب شرارت کرکے جنگ کی طرح ڈالنے والا فریق اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر صلح کی درخواست کرے۔ تو فوراً صلح کر لی جائے۔

(۳) دوران جنگ میں دشمن کی لاشوں کی بے حرمتی نہ کی جائے

(۴) جنگ یا سوشیل بائیکاٹ اسی قوم یا ملک تک محدود ہونا چاہئے جس نے تمہاری دل آزاری کی ہے۔ اس کے دوست احباب یا متعلقین سے کوئی تعرض نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ایک عام شرط ہے جو انتقام کی تمام صورتوں پر حاوی ہے۔ مثلاً اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے جھگڑا ہو جائیں۔ تو ان کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ ایک دوسرے کی آزاردہی کے لئے بچوں سے بدسلوکی کریں۔ ہاں ایسے مستثنیات بھی ہیں جب ایک ظالم کو سزا ملنے پر طبعاً اس کے متعلقین کو بھی تکلیف ہوگی۔ لیکن اس کا کوئی علاج نہیں جیسا کہ ایک شخص کو پھانسی دینے پر اس کے بیوی بچے طبعاً ملول ہونگے۔ اور اس سزا سے انہیں طبعاً تکلیف بھی ہوگی۔

یہ وہ بعض حالات ہیں جن میں اسلام نے انتقام کی اجازت دی ہے۔ اور ہر ایک معقول آدمی تسلیم کریگا۔ کہ ان پر ہی ملک کے امن وامان اور خوشحالی کا دارومدار اور سوسائٹی کی بہتری منحصر ہے

حد سے زیادہ انتقام کے نقصان

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ جتنا انتقام لیا جائے۔ اتنا ہی ظلم کم ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات قطعاً غلط ہے۔ علم النفس کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ ملاطفت اور تشدد دو مختلف جذبات ہیں۔ جو مختلف حالتوں میں انسانی طبایع پر مختلف اثرات ڈالتے ہیں۔ ایک دل میں رحم یا خوف کے اثرات پیدا کرنے کے لئے ایک خاص قلبی کیفیت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بغیر یہ احساسات انسانی قلب کے اندر پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس حقیقت کو اسلام نے کافی اہمیت دی ہے۔ بعض اوقات حد سے زیادہ تخویف و تہدید بھی بے اثر ہو جایا کرتی ہے۔ اور اس نکتہ کو نہ سمجھ کر کانگریس خوفناک غلطی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ غیر ملکی کپڑے کے

تاجروں کے دلوں میں انہوں نے حد سے زیادہ دہشت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ اور بھی بے باک ہو گئے۔ اور اس طرح کانگریس کی اپنی حرکت سے اس کے مفاد کو نقصان پہونچ گیا۔

قانون کے خلاف انتقام کی ممانعت

خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ اسلام نے انتقام پر کئی پابندیاں عاید کر دی ہیں۔ منجملہ ان کے جو اوپر بیان کی جا چکی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے۔ کہ اسلام اس صورت میں انتقام کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ جب ایسا کرنے سے قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ موجودہ تحریک کو ہم خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ بادنیٰ تدبر یہ بات معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ غیر ملکی کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ اور غیر ملکی اشیاء کا بائیکاٹ گورنمنٹ کے نظام سے تصادم کے مترادف ہے۔ کیونکہ یہ لوگوں کے حقوق کی پامالی ہے۔ اور ہر حکومت کا فرض ہے۔ کہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ دُنیا کی کوئی حکومت اپنی تمام رعایا کو کلی طور پر مطمئن نہیں کر سکتی اور اگر یہ جائز قرار دیا جائے۔ کہ جسے کوئی قانون پسند نہ ہو۔ وہ اُسے توڑ دے۔ تو چشم زدن میں دُنیا کا امن و امان تباہ ہو جائیگا۔ دُنیا کی تمام تہذیب و تمدن کا دار و مدار قیام امن پر ہے۔ اور امن کو تباہ کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ملکی تہذیب کو برباد کر دیا جائے۔ اور ملک کے اندر وحشت اور بربریت پھیلا دی جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے ہر حالت میں قانون کے احترام اور اس کی اتباع کی سختی سے تاکید کی ہے۔ اور ایسے انتقام سے بھی روک دیا ہے۔ جو حکومت کے نظام سے متصادم ہوتا ہو:۔

---

۲۴ "تم لوگ اپنے مسیح موعود کو چھوڑ کر پیر نیچر کے پیرو ہوتے جاتے ہو" لیکن کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ احادیث میں مسیح موعود کو کاسر صلیب کہا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان احادیث کا مصداق اپنے آپ کو بتایا ہے۔ اور بار بار لکھا ہے۔ کہ آپ کا وجود عیسائیت کے لئے پیغام موت ہے۔ اب اگر جیسا کہ پیغام صلح نے لکھا ہے۔ حضور کے پیش کردہ عقائد واقعی ایسے ہیں۔ جو عیسائیت کی اشاعت کا باعث ہیں۔ تو پیغامی آپ کو کاسر صلیب کس طرح مان رہے ہیں۔ جب آپ عیسائیت کو مٹانے والے نہیں۔ بلکہ بقول ان لوگوں کے اسے ترقی دینے کا موجب ہو رہے ہیں۔ تو اُن کا کیوں ایسے لوگوں میں شمار نہ ہو۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اسلام کا دشمن قرار دیتے ہیں۔

جن لوگوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بے ادبی اور گستاخی اس حد کو پہونچی ہوئی ہو۔ وہ جس قدر بھی شرافت اور انسانیت کی مٹی پلید کریں، کم ہے۔ اور پیغام صلح کے اوراق اس کا کافی سے زیادہ ثبوت پیش کر رہے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خلاف
پیغامیوں کے قبلہ کی بیہودہ سرائی

ہر انسان کا حق ہے۔ کہ جس سے اُسے اختلاف ہو۔ علی الاعلان اُس کی مخالفت کرے۔ اور اس کے عقیدہ کا پُوری قوت سے بطلان کرے۔ لیکن بظاہر ایک شخص کی فضیلت کا اقرار۔ اس کی پیروی اور اتباع کا دعوےٰ۔ بلکہ اس کا سچا جانشین اور اُس کے فیوض و کمالات کا وارث ہونے کا اعلان کر کے اس کے صریح و صاف عقائد و فیصلہ جات کی تغلیط کے لئے اپنا سارا زور قلم اور قوت گویائی صرف کرنا آئین شرافت و انسانیت کے سراسر منافی ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح ثابت شدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ولادت بلا پدر کو اپنے عقائد خصوصیہ کا ایک جز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

(۱) "از جملہ عقائد ماست کہ حضرت عیسےٰ و حضرت یحییٰ علیہم السلام بطریق خرق عادت متولد شدہ اند و ایں ولادت مسیح استبعادے نیست" (مواہب الرحمٰن ص۷۰)

(۲) خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ (مواہب الرحمٰن ص۷۲)

پھر یہ نہیں، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ذوقی عقیدہ تھا۔ بلکہ قرآن کریم اور تعلیمات اسلامیہ پر کامل غور و تدبر کے نتیجہ میں تھا۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وھذا امر نکتبہ من شہادۃ القرآن والانجیل فلا تترکوا سبیل الحق والفلاح۔ گویا یہ بات ایسی صاف واضح اور منشاء الٰہی کے مطابق ہے۔ کہ اس سے روگردانی گویا سبیل الحق والفلاح کو ترک کر دینے کے مترادف ہے۔

لیکن پیغامیوں کی جرأت و جسارت دیکھئے۔ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے غایت درجہ کی عقیدت و نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور کی علمی وراثت کے دعویدار ہیں۔ اور نہایت بلند آہنگی سے آپ کی تعلیم کا صحیح مفہوم سمجھنے کے مدعی ہیں مگر دوسری طرف یہ حال ہے۔ کہ آپ کے پیش کردہ عقائد پر نہایت ہی بیہودہ اور لغو اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اور ایسے ایسے حملے ان کی تحریرات میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کے قلوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔

پیغام صلح کی ایک گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے جو اس اخبار میں نامہ نگار خصوصی کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن کی شان میں حال ہی میں پیغام صلح نے ایک لیڈنگ آرٹیکل شایع کر کے خراج تحسین ادا کیا ہے۔ افریقہ میں عیسائیت کی نشر و اشاعت کے اسباب و علل پر بحث کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السّلام کی بغیر باپ ولادت کے عقیدہ کو افریقہ میں عیسائیت کی اشاعت کا ایک اہم باعث قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اس عقیدہ کو سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے چالاک اور عیار عیسائی مشنری ان بے چاروں کو اپنے دام میں پھانس لیتے ہیں۔ اس پر سارا زور صرف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں اپنے دوستوں سے اب سوال کرتا ہوں۔ کہ اوپر کی مثال میں قصور کس کا ہے۔ پادری صاحب کا۔ یا ہمارے علماء کا جنہوں نے مسیح کے بن باپ ولادت کے غلط عقیدہ کی اشاعت کی"

ڈاکٹر صاحب نے اگرچہ اپنے اعتراض کا نشانہ بظاہر علماء کو بنایا ہے۔ لیکن اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر بھی اسی طرح وارد ہوتا ہے جس طرح دوسرے مسلمانوں پر۔ کیونکہ حضور علیہ السّلام نے بکرات و مرات پوری وضاحت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت بلا پدر کو پیش کیا ہے۔ اور اسے اپنے عقائد کا جزو بتایا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق آپ کے چند ایک حوالہ جات پیش کرنے کے بعد اہلحدیث ۱۷ نومبر سوال کرتا ہے۔ کہ

"لاہوری جماعت کے ممبرو! ایمان سے بتاؤ حضرت مسیح کو بے باپ مخلوق کہنا علماء کا قصور ہے۔ یا آپ کے مسیح موعود کا بھی۔ اسی لئے قادیانیوں کا تم پر الزام بجا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم لوگ اپنے مسیح موعودؑ کو چھوڑ کر پیر نیچر کے پیرو ہوتے جاتے ہو۔ اگر یہ الزام غلط ہے۔ تو بتاؤ۔ پھر اس عقیدہ کو تم لوگوں نے کیوں غلط کہا؟"

"لاہوری جماعت کے ممبر" اس کا کیا جواب دینگے۔ کچھ نہیں۔ چنانچہ اس وقت تک نہ تو پیغام کے "حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ" بولے ہیں۔ اور نہ پیغام نے کوئی جواب دیا ہے۔

پیغامی اپنی "کامیابی" اور "محمودیوں کی شکست فاش" کا سب سے بڑا ثبوت یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ عقائد جن میں غیر احمدی اور وہ متفق ہیں۔ ان کے متعلق اگر کسی جگہ احمدی مبلغوں سے ان کا مناظرہ ہو۔ تو وہ منت سماجت کر کے اپنے دو تین ہم خیالوں سے اپنی فتح کی سند حاصل کر لیں۔ اور پھر اسے "غیر از جماعت علماء کا اعلان حق" قرار دے کر ڈھنڈورا پیٹتے پھریں۔ جو لوگ دو دو کوڑی کے ملانوں کو علماء کہکر اور اُن کی الٹی سیدھی تحریر کو "اعلان حق" بتا کر اپنی فتح مندی کا اعلان کرنے کے عادی ہوں۔ انہیں مولوی ثناء اللہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کو "اعلان حق" سمجھنے میں کیا عُذر ہو سکتا ہے۔ جو "غیر از جماعت علماء" میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ بلکہ اہلحدیثوں کے سردار کہلاتے ہیں۔ اور ایسے دلائل کے ساتھ پیغامیوں کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم

لائلپور میں غیر احمدیوں سے کامیاب مباحثہ

وفات مسیح پر مناظرہ سے فرار

چندماہ سے لائل پور میں غیر احمدی علماء سلسلہ احمدیہ کے خلاف تقریرًا اور تحریرًا بے شمار غلط بیانیاں کرکے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں۔ کبھی کبھی باہر سے بھی علما بلالئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۵ ماہ حال باہر سے مولوی محمد شفیع۔ مولوی محمد مسعود اور حافظ محمد شریف کو بلاکر دو دن سلسلہ احمدیہ کے خلاف سخت اشتعال انگیز لیکچر دلائے۔ ان علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو توڑ مروڑ کر آپ کی شان میں بے حد گستاخی کرتے ہوئے اپنے شرّ من تحت ادیم السماء کے مصداق ہونے کا ثبوت دیا۔ موجودہ ملکی فضا کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نہیں چاہتے تھے۔ کہ غیر احمدیوں سے مناظرہ ہو۔ چنانچہ ہم چندماہ سے اُن کی گالیاں سُنکر مناظرہ سے احتراز کرتے رہے۔ مگر جب معاملہ آب از سر گذشت والا ہوگیا۔ تو ہم مناظرہ کے لئے مجبور ہوگئے۔ چنانچہ ۱۹، ۲۰ نومبر کو ختم نبوت کی حقیقت اور صداقت مسیح موعود علیہ السّلام پر نہایت کامیاب مناظرہ ہُوا۔ جس کا خدا کے فضل سے تمام تعلیم یافتہ اور سنجیدہ طبقہ پر خاص اثر ہوا۔ غیر احمدی علماء وفات مسیح پر مناظرہ کا چیلنج منظور کرنے اور بھرے جلسہ میں منظوری کا اعلان کرنے کے باوجود اس مسئلہ پر مناظرہ کرنے سے فرار کرگئے۔

مسئلہ نبوت پر گفتگو

۱۹ نومبر کو ½ ۸ بجے شب مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل اور مولوی محمد مسعود صاحب کے مابین قریبًا تین گھنٹے نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔ پہلی تقریر مولوی محمد مسعود صاحب کی تھی۔ جس میں مقرر نے مسیح موعودؑ کے حوالہ جات کی بناء پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک آیت خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پھر چند حدیثیں پیش کرکے یہی امر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ ہماری طرف سے مولوی محمد یار صاحب نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے نہایت وضاحت سے ثابت کردیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو آپ کی اطاعت میں مقام نبوت حاصل کرے۔ پھر مولوی محمد مسعود سے مطالبہ کیا۔ کہ اگر ان کی پیش کردہ احادیث کا یہی مطلب ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ تو پھر وہ مسیح نبی اللہ کے کیوں قائل ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق مسیح ناصری علیہ السلام جو نبی اللہ ہیں۔ جب آئینگے۔ تو پھر وہ احادیث کا کیا مطلب بیان کرینگے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے نہایت عالمانہ طریق سے احادیث کا مطلب قرآن مجید کی متعدد آیات کے مطابق ثابت کرکے روز روشن کی طرح دکھا دیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو آپ کی غلامی میں مقام نبوت حاصل کرے۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی تشریح بھی حضور کی اپنی تحریروں سے پیش کرکے واضح کیا۔ کہ حضور کے نزدیک خاتم النبیین کے یہی معانی ہیں۔ کہ صرف تشریعی اور براہ راست نبوت بند ہے۔ مگر وہ نبوت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور فیضان سے ہو قطعًا بند نہیں۔ مولوی محمد یار صاحب کے مطالبات ایسے زبردست تھے کہ اکثر مطالبات کو مولوی محمد مسعود صاحب نے اپنی تقریروں میں چھوا تک نہیں۔ مثلًا مولوی محمد مسعود نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی پیش کرکے کہا تھا۔ نعمت پوری ہوچکی ہے۔ لہٰذا اب نبوت نہیں مل سکتی۔ مولوی محمد یار صاحب نے فرمایا۔ آیت تو اجرائے نبوت ثابت کرتی ہے۔ انعام دو ہیں۔ اعلیٰ درجہ کا جسمانی انعام حکومت ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا روحانی انعام نبوت ہے۔ قرآن کریم میں موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان دونوں چیزوں کو انعام قرار دیا گیا ہے پس آیت کا یہ مطلب ہے۔ کہ امت محمدیہ پر انعام پورا کردیا ہے۔ یعنی جس طرح انہیں حکومت ملتی رہیگی۔ ویسے ہی انہیں نبوت ملتی رہیگی۔ اگر انعام پورا ہونے کے یہ معنے ہیں۔ اب انعام ملیگا نہیں۔ تو مولوی محمد مسعود کو ماننا پڑیگا۔ اب حکومت بھی امت محمدیہ میں نہیں مل سکتی۔ لیکن اگر حکومت مل سکتی ہے۔ تو نبوت بھی ضرور مل سکتی ہے۔ مولوی محمد مسعود صاحب اپنی جوابی تقریر میں ایسے مبہوت ہوئے۔ کہ اس قسم کے مطالبات کا ذکر تک نہ کیا۔ ہاں کہا۔ تو یہ کہا۔ کہ مسیح ناصری نبی تو ہونگے۔ مگر رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونگے۔ اس پر مولوی محمد یار صاحب نے کہا۔ کہ اب آپ نے مان لیا ہے۔ کہ ایسا نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آسکتا ہے۔ جو آپ کا غلام ہو۔ ہم بھی ایسی نبوت کے ہی اجراء کے قائل ہیں۔ ہم میں اور آپ میں صرف یہ فرق ہوا۔ کہ آپ ایک پہلے نبی کو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لاتے ہیں جس سے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک لازم آتی ہے۔ کہ آپ کی امت میں کوئی اس قابل نہیں تھا۔ جو اس کی اصلاح کرسکے۔ مگر ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ آپؐ کا امتی بھی مقام نبوت حاصل کرسکتا ہے۔ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہوجاتی ہے۔

مولوی محمد مسعود صاحب نے یہ مطالبہ کیا تھا۔ کہ قرآن شریف سے دکھاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اس پر مولوی محمد یار صاحب نے آیت اللّٰہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا ومن الناس پیش کی۔ کہ اللہ چنیگا۔ رسول فرشتوں سے بھی اور انسانوں سے بھی۔ یہ سُنکر مولوی محمد مسعود ایسے مبہوت ہوئے۔ کہ پوچھنے لگے۔ کہ ج ن گ ی ا (چنیگا) میں بعد کا لفظ کہاں موجود ہے! اگر اس کا یہی مطلب ہے۔ تو پھر کیا محمد رسُول اللہؐ بھی ابھی نبی نہ بنے تھے۔ مولوی محمد یار صاحب نے کہا۔ مولوی صاحب میں تو آپ کو عالم سمجھتا تھا۔ مگر آپ نے ایسی بات کی ہے جس پر دوسری جماعت کے طالبعلم بھی ہنس دیں۔ مجھے تو آپ کو گرامر کا ابتدائی سبق دینا پڑ گیا۔ سنئے۔ چنیگا میں گا کا لفظ استقبال پر دلالت کررہا ہے۔ اور استقبال وہ زمانہ ہوتا ہے جو حال یعنی موجودہ زمانہ کے بعد ہوتا ہے۔ اب بتائیے۔ بعد کا مفہوم چ ن ی گ ا میں موجود ہے۔ یا نہیں۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ کیا پھر رسُول کریمؐ بھی ابھی تک نبی نہ بنے تھے۔ عجب مضحکہ خیز ہے۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے سے نبی تھے۔ تبھی تو آپ پر یہ کلام نازل ہورہا ہے۔ کہ آئندہ بھی خدا رسُول چنیگا۔

گو آخری تقریر مولوی محمد مسعود صاحب کی تھی۔ مگر وہ ایسے عاجز ہوئے۔ کہ آخر دم تک مولوی محمد یار صاحب کی پیش کردہ آیات اور دیگر مطالبات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور یوں اللہ تعالےٰ نے حق کا بول بالا کیا۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر گفتگو

دوسرے دن صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر بوقت ½ ۸ بجے شب تقریبًا ۳ گھنٹے مولوی محمد شفیع صاحب اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کے درمیان مناظرہ ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں قرآن کریم کی متعدد آیات سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کو مبرہن کیا۔ آپ نے ثابت کیا۔ کہ مفتری علی اللہ کی ہرگز وہ تائید اور نصرت نہیں ہوسکتی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہوئی۔ اور چیلنج دیا۔ کہ فریق ثانی کسی کاذب مدعی کو پیش کرکے دکھائے۔ جس کی ایسی تائید و نصرت ہوئی ہو۔ پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعجازی کلام پیش کیا۔ اور ثابت کیا کہ اس کے مقابل پر تمام علماء کا عاجز ہونا از روئے قرآن اس بات کا زبردست ثبوت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنے دعاوی میں صادق تھے۔ پھر آپ نے قرآن مجید کے معیار سے روز روشن کی طرح ثابت کیا۔ کہ جھوٹا مدعی ۲۳ سال کا عرصہ جو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئی نبوت کی عمر ہے۔ نہیں پاسکتا۔ اگر مخالفین مسیح موعود کا انکار کریں۔ تو پھر وہ عیسائیوں اور آریوں کے سامنے اس قرآنی میعاد کی رُو سے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کیسے ثابت کرسکتے ہیں۔

مولوی محمد شفیع صاحب اپنی تقریروں میں ان قرآنی معیاروں پر کوئی معقول جرح نہ کرسکے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے ثابت کیا تھا۔ کہ یدخلون فی دین اللہ افواجًا نصرت الٰہی کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ سورہ فتح۔ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح الخ سے ظاہر ہے۔ مولوی محمد شفیع صاحب نے کہا۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھ لاکھوں آدمی ہوگئے جس کے جواب میں مولوی اللہ دتا صاحب نے فرمایا۔ پھر مسیلمہ کذاب کا جو انجام ہوا۔ کیا وہ آپ کو یاد نہیں۔ اب کون اُس کا نام لیوا باقی ہے؟ اس کا تو چند سالوں میں ہی خاتمہ ہوگیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت

روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اکناف عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اگر یہ نصرت نہیں۔ تو پھر آپ کا یہ اعتراض مجھ پر نہیں۔ قرآن مجید پر ہے جس میں یدخلون فی دین اللہ افواجا کو نصرت الٰہی قرار دیا گیا ہے۔

مدعی کاذب کے ۲۳ سال مہلت نہ پانے والے معیار کے مقابل میں مولوی محمد شفیع صاحب نے کہا۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص ہے۔ جس کا جواب مولوی اللہ دتا صاحب نے یہ دیا۔ کہ دلیل میں عمومیت ہونی چاہیئے۔ ورنہ یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے بھی مخالف کے لئے حجت نہ ہو سکے گی۔ جب مولوی محمد شفیع اس طرح سے عاجز آ گئے۔ تو کہنے لگے میں ایسے مدعی پیش کر سکتا ہوں۔ جنہوں نے ۲۳ سال کی مہلت پائی۔ میرے پاس ایسے مدعی کی کتاب موجود ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے فرمایا۔ جس کی طرف آپ کا اشارہ ہے۔ وہ اچھا بھی ہے۔ وہ بیچارا ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے۔ اور اپنے دماغ کا علاج کراتا پھرتا ہے۔ اس پر مولوی محمد شفیع نے کہا۔ مرزا صاحب بھی اسی طرح پاگل تھے۔ انہیں دماغی بیماری تھی۔ اس کا جواب مولوی اللہ دتا صاحب نے یہ دیا۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ پاگل تھے۔ تو پھر آپ لوگوں سے بڑھکر کوئی پاگل نہیں ہو سکتا۔ جو ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اس شدت سے کمر بستہ رہنا ہی صاف بتاتا ہے۔ کہ تمہارے دل گواہ ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب پاگل نہ تھے

مولوی محمد شفیع صاحب چونکہ قرآنی معیاروں پر کوئی معقول جرح کرنے سے عاجز تھے۔ اسلئے انہوں نے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ والے اشتہار کو پیش کر کے اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ کبھی کہتے مرزا صاحب کو مختلف زبانوں میں کیوں الہام ہوئے۔ نبی کو تو قوم کی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے پیشگوئیوں پر اعتراضات کا جواب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے پیش کر کے واضح کر دیا۔ کہ مولوی محمد شفیع کے اعتراضات سراسر فضول ہیں۔ مختلف زبانوں میں الہام کے متعلق یہ جواب دیا۔ کہ یہ بتاؤ۔ قوم سے مراد آپ کی قوم دعوت ہے یا کچھ اور۔ اس کا جواب مولوی محمد شفیع آخر دم تک کوئی نہ دے سکے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر میں قوم دعوت تسلیم کر دوں۔ تو پھر مختلف زبانوں میں الہام ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب تمام اقوام کے موعود ہونے کے مدعی ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ پھر یہ بتائیے۔ کہ سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان میں کیوں الہام ہوتا تھا۔ ان کی اپنی زبان تو کچھ اور تھی۔ مولوی محمد شفیع نے جب ادھر سے بھی اپنا عجز مشاہدہ کیا تو یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب مشرک تھے۔ وہ خود خدا اور خدا کا باپ اور بیٹا بننے کے مدعی تھے۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے ان تمام باتوں کا مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ایسا دندان شکن جواب دیا۔ کہ تمام حاضرین پر یہ امر کھل گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے موحد تھے۔

(خاکسار عصمت اللہ خاں وکیل جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ۔ لائل پور)

ڈاروِن کے مسئلہ ارتقاء پر ایک سرسری نظر

انسان کا طبعی میلان

قدرت نے انسان کی فطرت میں بہت سی چیزیں ایسی رکھی ہیں۔ جنکی وجہ سے کئی ایک باتوں کی طرف انسان طبعاً مائل رہتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جب انسان کی آنکھوں کے سامنے کوئی ایسی چیز آئے جسکی حقیقت اور حالات سے وہ واقف نہ ہو۔ اس کے متعلق اس کے دل میں ایک زبردست خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اس نامعلوم چیز کے حالات اور اصلیت کا راز معلوم کرے۔ جب ہم انسان کے اس طبعی میلان پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے کل علوم جو اس وقت تک رائج ہو چکے ہیں۔ اور علمی دنیا کے کارنامے جو دنیا کی آنکھیں اس وقت تک مشاہدہ کر چکی ہیں۔ اس فطرت کے اس راز کا جو قدرت نے اس میں ودیعت کیا تھا۔ نتیجہ ہیں۔ اور دنیا مستقبل میں اس لحاظ سے جو ترقی کریگی۔ وہ بھی اس طبعی میلان کی وجہ سے کریگی۔ جو انسان میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

سائنس کیا ہے۔ اس طبعی پیاس کو بجھانے کے لئے انسان کا اپنے گرد و نواح کی چیزوں کا مطالعہ اور تحقیق۔ اگر ایک زمیندار اپنی زمین کے خواص دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا ایک مالی اپنے باغ کی زمین۔ پودوں اور پانی کے تعلق کو تحقیقی نظر سے دیکھتا ہے۔ یا ایک گڈریا اپنی بھیڑوں کی عادات و خصائل کو گہری نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تو یہ کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک سائنس کا مطالعہ کر رہا ہے۔ سو میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر ایک انسان اپنے اپنے حالات میں اس طبعی میلان کے ماتحت چلکر اپنے گرد و نواح کی اشیاء کا نظر عمیق کے ساتھ مطالعہ کر رہا ہے۔ مگر بعض لوگ وہ ہیں۔ جو کائنات قدرت کے نظام اور قیام پر غور کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس میں ایسے محو ہوتے ہیں۔ کہ گویا وہ دل سے اس کے شیدائی ہو گئے ہیں۔ اور وہ قدرت کے عجائبات سے ایسے متاثر ہوتے ہیں۔ کہ جب تک کسی نتیجہ پر نہ پہنچ جائیں۔ ان کی تشفی نہیں ہوتی۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ صحیح نتیجہ پر پہنچیں۔ لیکن وہ کسی ایسے نتیجہ پر ضرور پہنچ جاتے ہیں۔ جسے وہ اپنے سوال کا تسلی بخش جواب خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں بتایا جائے گا۔

انسان کا اپنی اصلیت پر غور

جیسا کہ انسان نے مختلف موجودات دنیا کی اصلیت پر غور کیا۔ اسی طرح انسان نے اپنی اصلیت پر بھی غور کیا۔ اور اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کی۔ کہ انسان کب اس دنیا میں آیا۔ کس طرح آیا۔ اور موجودہ شکل و صورت کو اس نے کیسے اختیار کیا۔ میرے اس مضمون کا تعلق اس وقت انسان کی اسی تحقیق سے ہے۔ جو اس نے اپنی اصلیت اور موجودہ شکل و صورت میں آنے کے متعلق کی۔

ڈاروِن اور اس کی تھیوری

وہ شخص جس کا زیادہ تر اس تحقیق کے ساتھ نام لیا جاتا ہے وہ ڈیسنٹ آف مین

اور اوریجن آف سپیشیز" کا مصنف اور مسئلہ ارتقاء کا پیش کرنے والا مسٹر ڈاروِن ہے۔ لیکن میں ناظرین سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ڈاروِن پہلا شخص نہیں۔ جسے یہ خیال آیا۔ بلکہ اس سے پہلے ڈیموکریٹس ایمپی ڈاکلز اور مالتھس وغیرہ اشخاص گذر چکے تھے۔ جن کے خیالات کو ڈاروِن نے وسیع پیمانہ پر استعمال کرتے ہوئے ایوولیوشن تھیوری کی بنیاد رکھی۔ ڈاروِن کا یہ خیال کوئی نیا خیال نہ تھا۔ اور نہ یہ خیال ہی کوئی بڑی بات تھی۔ جس کی وجہ سے ڈاروِن اس قابل خیال کیا جائے کہ وہ ایک بڑی زبردست ہستی تھی۔ گو اس وقت اس کے ہمخیال سائنسدانوں نے اسے ایک نہایت ہی رفیع الشان ہستی بنایا ہوا ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ ڈاروِن کو مطالعہ قدرت سے بڑی گہری دلچسپی تھی۔ وہ ہر وقت قدرت کے عجائبات پر غور کیا کرتا تھا۔ اور سوچا کرتا تھا۔ کہ قدرت کے ہر ایک فعل کی حقیقت کیا ہے۔ مگر افسوس کہ انسان کے ارتقاء کا مسئلہ چھیڑ کر اس نے سخت ٹھوکر کھائی۔ اور وہ انسان جو فرشتوں سے بھی اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنے کے خواص رکھتا ہے۔ اسے بندر کی اولاد بنا کر اس کے دائرہ کمال کو نہایت ہی محدود کر دیا۔

کسی تھیوری کی حقیقت

پیشتر اس کے کہ میں ڈاروِن کی تھیوری کے متعلق کچھ عرض کروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ کوئی تھیوری اس وقت تک ایک بے حقیقت خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ جب تک کہ زمانہ کے تجربات اور مشاہدات اس کی تصدیق نہ کریں۔ اور ایک کامیاب تھیوری وہی ہو سکتی ہے جو زمانہ کے پیش کردہ امتحانات میں پوری اترے۔ ایک مشہور سائنسدان نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کہ سائنسدان تو ان عورتوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جو زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ فیشن تبدیل کرتی رہتی ہیں۔ پھر جاندار چیزوں کی موجودگی کے متعلق کوئی سائنسدان خود کسی ایک بات پر متفق نہیں۔ ماہر علم ریاضی و طبیعات۔ علم کیمیا و بیالوجی کے ماہروں سے کسی صورت میں بھی اتفاق نہیں کرتے۔ اور پھر دونو جماعتوں کے لوگ آپس میں۔ کسی ایک بات پر متحد نہیں۔ اور کسی ایک خیال کی سب کے سب تصدیق نہیں کرتے۔ ہر ایک علیحدہ علیحدہ خیال رکھتا ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ اگر ایک تھیوری متفقہ طور پر آج مان لی جائے۔ تو ضروری نہیں۔ کہ آنے والی نسلیں بھی اس بات کی قائل ہوں۔ بعض بڑی زبردست تھیوریاں جو کہ سائنسدانوں کی زبردست اکثریت کے نزدیک قابل قبول تھیں۔ بعد میں یک لخت تبدیل کر دی گئیں۔ اور وہ خیالات یکدم تبدیل ہو گئے۔ اسی طرح ڈاروِن کی تھیوری اس وقت تک تھیوری نہیں کہلا سکتی۔ جب تک زمانہ کے حالات و تجربات اس کی شہادت نہ دیں۔ کہ واقعی یہ تھیوری

اس قابل ہے۔ کہ انسان کی اس بارے میں تشفی کر دیتی ہے۔

ڈارون کی تھیوری اور مشاہدات

اب ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا ڈارون کا مسئلہ ارتقاء ہمارے مشاہدات و تجربات کے موافق ہے۔ یا نہیں۔ ڈارون کی تھیوری اس بات پر مبنی ہے۔ کہ دُنیا کی ہر ایک زندہ چیز ایک مشترک مقام سے نکلی ہے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک ایک ہی بیج سے پیدا شدہ درخت کی شاخ ہے۔ اس تھیوری کی حمایت کرنے والے خواہ اس کی صداقت کی دلیلیں کچھ ہی دیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کم از کم آج سے پانچ ہزار سال پہلے سے انسان کی اس شکل و صورت کے نشانات ملتے ہیں اگر انسان واقعی بندر سے ترقی کرتے ہوئے یا تنزل کرتے ہوئے موجودہ شکل و صورت میں آیا ہوتا۔ تو کیا سبب ہے۔ کہ پانچ ہزار سال کے عرصہ میں اس میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ اگر اس لمبے عرصے میں انسان کی ایک آنکھ ہی ذرا دوسری آنکھ سے اوپر ہو جاتی۔ یا نیچے کی طرف آجاتی۔ یا کان ہی کچھ ادھر اُدھر ہو جاتے۔ تو پھر بھی ہمیں کچھ ثبوت مل جاتا۔ کہ واقعی جناب ڈارون کی خیال آرائیاں کسی صداقت پر مبنی ہیں۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اتنے لمبے عرصے میں نہ تو انسان میں ہی کوئی فرق آیا ہے۔ اور نہ ان بندروں میں سے ہی کوئی نیا انسان بنا ہے۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ دُنیا کے موجودہ انسان سب انہیں سے ترقی کر کے بنے ہیں۔ تو ہمیں ڈارون کی تھیوری بالکل بے حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

ڈارون کی تھیوری کے حامیوں سے ایک سوال

پھر اس تھیوری کے حامیوں سے ایک سوال ہے۔ اور وُہ یہ کہ کیا وُہ بتا سکتے ہیں۔ کہ اگر دُنیا کے موجودہ انسانوں کو دُنیا سے بالکل اُٹھا لیا جائے۔ اور ایک انسان بھی اس دنیا میں نہ رہنے دیا جائے۔ اور بندروں کو دُنیا کا واحد مالک قرار دیدیا جائے تو یہ بندر کتنے عرصہ میں انسانوں کی صُورت اختیار کر لینگے۔

بندر کی انسان سے مشابہت

کہا جاتا ہے۔ بندر چونکہ انسان سے بہت سی باتوں میں مشابہ ہے۔ اس لئے اس کا لازمًا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ انسان بندر سے بنا ہے۔ حالانکہ دو چیزوں کے درمیان کسی مشابہت کا ہونا اس بات کا لازمی ثبوت نہیں۔ کہ ایک چیز ضرور دوسری سے بنی ہے۔ دوسرے جانوروں میں ابھی ایسے ہیں۔ جو بندر سے بہت زیادہ انسان کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ڈارون کی تحریرات سے صاف عیاں ہے۔ کیونکہ جہاں وُہ انسان کی مشابہت بندر سے ثابت کرتا ہے۔ وہاں دوسرے جانوروں سے بھی انسان کی مشابہت پیش کرتا ہے۔

بندر اور انسان کے اعضا کا مقابلہ

پھر لطف تو یہ ہے۔ کہ اگر بندر کے اندرونی اور بیرونی اعضاء کو ایک ایک کر کے انسان کے اعضاء کے مقابلہ میں رکھکر دیکھا جائے۔ تو کسی ایک میں بھی پوری مشابہت نہیں ملتی۔ دماغی بناوٹ کو نہایت زور شور سے ڈارون نے پیش کیا ہے۔ حالانکہ صاف بات ہے۔ کہ اگر ڈارون کے بندر کا دماغ انسانی دماغ سے مشابہ ہوتا۔ تو بندر کے دماغ سے بھی ایسی باتیں کیوں سرزد نہ ہوتیں۔ جو انسانی دماغ سے ہوتی رہی ہیں۔ ڈارون نے اپنی تحریرات میں بندر کے افعال انسان کے افعال سے مشابہت ثابت کرنے کے لئے بہت سی سنی سنائی حکایتوں سے کام لیا ہے۔ حالانکہ ان سب کا جواب صرف ایک ہی ہے۔ اور وُہ یہ کہ بندر ایک نقال جانور ہے جیسے کسی کو کوئی کام کرتے دیکھتا ہے۔ ویسے ہی کرنے لگ جاتا ہے۔

انسان کی دوسرے جانوروں سے مشابہت

ڈارون نے اپنی تھیوری کے قابل تسلیم ہونے کا ایک ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ چونکہ دنیا کے اکثر جانور انسان سے مشابہ ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ دُنیا کے سب جانور دراصل ایک ہی اصل سے نکلے ہیں حالانکہ بات یہ ہے۔ کہ جب سب جانور ایک ہی زمین پر رہتے۔ ایک ہی ہوا میں سانس لیتے۔ پانی۔ خوراک وغیرہ قریبًا ایک سی استعمال کرتے ہیں۔ تو جہاں ان میں گرد و نواح کے حالات کے مطابق کچھ فرق ہے۔ وہاں ان میں کچھ نہ کچھ مشابہت بھی ہونی چاہئے۔

انسان اور دوسرے حیوانوں میں نمایاں فرق

دُنیا کے تمام جانوروں اور انسان کے ایک ہی نسل سے ہونے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حالانکہ انسان میں جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ اور دیگر حیوانات میں ایک نہایت ہی نمایاں فرق ہے۔ جو کسی صُورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ انسان میں خود بخود ترقی کرنے کا مادہ ہے۔ لیکن دیگر حیوانات میں یہ کلیتہً مفقود ہے۔ ایک انسان خواہ وُہ کیسا ہی وحشی اور جنگلی کیوں نہ ہو۔ جب بھی حالات موافق پائیگا۔ نہایت حیرت انگیز ترقی اپنے اندر دکھائے گا۔ لیکن ایک کتے یا بندر کو خواہ انسان کتنی دیر اپنے ساتھ رکھے۔ اس کی general understanding میں ایک جنگلی بندر یا کتے سے کوئی نمایاں فرق پیدا نہ ہوگا۔

انسان کی اعلیٰ ہستی کی تذلیل

میرا مطلب دراصل ڈارون کی اس تھیوری پر نکتہ چینی کرنے کا نہ تھا۔ صرف ناظرین کو تھیوری سے انٹروڈیوس کر کے یہ بتانا چاہتا تھا۔ کہ جناب ڈارون کے اس کارنامہ نے اس بلند شان ہستی کو جسے اس کے خالق حقیقی نے اس دُنیا میں ایک نہایت ہی پاک اور بلند مقصد کے حصول کے لئے بھیجا تھا۔ کس بری طرح حقیقی راہ سے دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ دُنیا کے وُہ حیوانات و نباتات جو انسان کی خاطر پیدا کئے گئے۔ اور جن کی زندگی کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ وُہ انسان کو اپنے اصل مقصد کے حصول میں ممد ہوں۔ اُن کو انسان سے بھی بڑھکر مرتبہ دیا گیا۔ اور انسان کی اصل بنیاد انہیں کو ہی قرار دیا گیا۔

موجودہ زمانہ میں مامور کی ضرورت

وُہ لوگ جو یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ اب خدا کے کسی برگزیدہ کی دُنیا کو ضرورت نہیں۔ انہیں غور کرنا چاہئے۔ کہ گذشتہ انبیاء کرام کے زمانوں میں تو بُت پرستی ہوئی تھی۔ ایک خالق پر لوگوں کا ایمان تھا۔ گو وُہ اسے سمجھنے میں غلطی خوردہ تھے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں تو خالق اور مخلوق کے تعلق کو ہی سرے سے نابود کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دُنیا کے سائنسدانوں کی اکثریت اب اس بات کی قائل ہے۔ کہ واقعی بندر ہی انسان کے آباد اجداد تھے۔ اور اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ لوگ یہ خیال کر رہے ہیں۔ کہ انسان کا مقصد کھاؤ پیو اور مر جاؤ کے سوا کچھ نہیں۔ جس طرح کی ایک بندر یا کتے کی زندگی ہے۔ اُسی طرح کی انسان کی زندگی ہے۔ جیسے ان حیوانات کے دنیا میں آنے کا کوئی خاص مقصد نہیں۔ ایسے ہی انسان بھی عیش و عشرت میں دن گذارنے کے لئے اس دنیا میں آیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

میرے دوستو! اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہی کی ذات بابرکات ہے۔ جس نے آکر روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ کہ خدا تعالےٰ نے انسان کو انسان کی موجودہ شکل و صورت میں ہی پیدا کیا۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ اسے اپنے خالق کی رضا کے حصول کی اہم ذمہ واری دے کر بھیجا۔ کیا سائنسدانوں کی بے معنی تھیوریاں اُن تجلیات الٰہیہ کے مقابلہ میں جو قادر خدا نے اپنے پیارے پر ظاہر کیں۔ کچھ حقیقت رکھ سکتی ہیں۔ اور کیا ظلمت و تاریکی میں چلنے والے کیڑے خدا تعالےٰ کے نور کی چمک کی تاب لا سکتے ہیں۔ ہر گز نہیں ۔

(خوشی محمد۔ بی ایس سی سٹوڈنٹ)

شیعہ کانفرنس کا آئندہ اجلاس

اگلے سال آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر ۳۰ء کو صوبہ پنجاب کے مشہور مقام منٹگمری میں منعقد ہونیوالا ہے۔ عمائد منٹگمری اجلاس کو کامیاب بنانیکے لئے قابل شکر جد وجہد فرما رہے ہیں۔

بزرگان ملت پاس زفتا ہمارا فرقہ پستی و نکبت کے عالم میں ہے۔ اور بہ نسبت دیگر فرق کے ہمیں اپنی حالت سنبھالنے اور اپنے مذہبی و قومی امور کی طرف متوجہ ہونیکی زیادہ ضرورت ہے۔ غفلت اور ضعف کی وجہ سے ہمارے فرقہ کی حالت کمزور اور ناتوان ہے۔ کمی تعلیم کی بھیانک صُورت نے بیروزگاری و بے مائیگی کی دھمکیاں دے رکھی ہیں۔ نفاق اور اختلاف نے شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔

خدارا غفلت سے بیدار ہو کر اس مجلس قومی میں شرکت فرمائیں اور اپنے واحد قومی ادارہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی نصرت فرما کر مشکور کیجئے۔

سب اسسٹنٹ سرجنوں کیلئے نادر موقعہ

حکومت کی طرف سے ایک پریس کمیونک شائع ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت ہند نے انڈین میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے سب اسسٹنٹ سرجنوں کا ایک ریزرو قائم کرنے کی منظوری دی ہے۔ جس میں حسب ذیل امیدوار داخل کئے جا سکتے ہیں:۔

(۱) انڈین میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے وہ سابق سب اسسٹنٹ سرجن۔ جن کی عمر ۴۵ سال سے کم ہو۔

(۲) ۲۵ سال سے کم عمر کے وہ ہندوستانی جن کے پاس کسی منظور شدہ میڈیکل سکول کا ڈپلومہ ہو۔ اور کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر ضلع ان کی سفارش کریں۔

(۳) سول سب اسسٹنٹ سرجن جو سرکاری ملازم ہوں۔ جن کی ملازمت سات سال سے زیادہ اور عمر چالیس سال سے کم ہو۔ اور جنہیں متعلقہ مقامی حکومت ریزرو میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ معاہدہ کی میعاد پانچ سال ہوگی۔ جو ایک وقت میں دو سال کے لئے بڑھائی جا سکتی ہے۔ ریزرو کے ممبروں کو دو سال کے بعد ایک ماہ کی ٹریننگ حاصل کرنی ہوگی۔ جس کے لئے ممبروں کی سہولت کا مناسب خیال رکھکر تاریخ مقرر ہوا کریگی۔ ٹریننگ کے دوران میں عہدہ کی کم سے کم تنخواہ کیٹگری ۱ و ۲ کے مطابق اور سول کی تنخواہ کیٹگری ۳ کے مطابق فوجی تنخواہ کے ساتھ مل سکیگی۔ سابق ملٹری سب اسسٹنٹ سرجنوں کو ڈی۔ ایم۔ ایس کی مرضی سے ٹریننگ سے بری بھی کیا جا سکتا ہے۔ ۱۶۰/ روپیہ سالانہ کی رقم جس میں یونیفارم وغیرہ رکھنے کا الاؤنس بھی شامل ہے۔ اور سفر خرچ وغیرہ کے لئے ۸۳ روپیہ کا الاؤنس بھی ملا کریگے۔ یہ وہ شرائط ہیں۔ جو حکومت کے کمیونک سے ہم سمجھ سکے ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض اصطلاحات کا صحیح مفہوم کچھ اور ہو۔ اسلئے جو احباب اس سے فائدہ اٹھانے کے خواہشمند ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ ڈائرکٹر آف میڈیکل سروسز ان انڈیا آرمی ہیڈ کوارٹرز شملہ سے تفصیلات معلوم کرلیں۔

سالنامہ جامعہ احمدیہ

سالنامہ بجید مؤثر اور دقیع منظوم جذبات کی تصویر اور اعلیٰ پایہ کے منثور کلام کا مرقع ہوگا۔ مندرجہ مضامین سلاست زبان تحقیق تدقیق اور اثر آفرینی کے لحاظ سے قابل داد ہیں۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اسکے ہر ایک صفحہ سے حسن مذاق۔ حسنِ طباعت اور حسن کتابت کی خوبیاں جھلکتی نظر آئینگی خریداران کے نام سفت رسال ہوگا۔ لہذا آج ہی اپنا نام خریداران کی فہرست میں درج کرالیں۔ قیمت صرف عہ سالانہ۔ چونکہ رسالہ کی اشاعت جماعت احمدیہ کے عظیم الشان اجتماع جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوگی۔ اسلئے تجارت پیشہ اصحاب کیلئے اشتہارات دینے کا زریں موقعہ ہے۔ مینجر رسالہ جامعہ احمدیہ قادیان دارالامان۔

سکنی اراضی کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

اب جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اس تقریب پر زمینوں کی قیمت میں عموماً رعایت کی جاتی ہے۔ اس سال معمول سے زیادہ رعایت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور رعایت کی میعاد بھی بڑھا دی گئی ہے۔ یہ رعایت ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء سے لیکر ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء تک رہیگی۔ محلہ دارالبرکات (بالمقابل ریلوے سٹیشن) اور محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اصل قیمت دارالبرکات میں لب سڑک کلاں یعنی بازار ریلوے روڈ [illegible] فی مرلہ۔ اور اندرون محلہ [illegible] اور [illegible] فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب [illegible] اور [illegible] اور [illegible] فی مرلہ کر دی گئی ہے۔ محلہ دارالرحمت میں اصل قیمت [illegible] فی مرلہ برلب سڑک کلاں اور اندرون محلہ [illegible] اور [illegible] فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کر دی گئی ہے۔ جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے کہ جلسہ کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ ابھی سے آرڈر بھیجدیں۔ کیونکہ بہت تھوڑے قطعات قابل فروخت ہیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ یہ رعایت صرف نقد اور یکشت قیمت ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔ والسلام۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان

ضرورت رشتہ

ایک سید نوجوان احمدی کے لئے (جن کی پہلی بیوی فوت ہو گئی ہے) جو کہ صاحب ثروت اور جائیداد ہونے کے علاوہ ایک معقول مشاہرہ پر گورنمنٹ سروس میں ہیں۔ ایک سید النسل پاکیزہ صورت تعلیم یافتہ سلیقہ شعار اور ایک مخلص احمدی خاندان کی لڑکی کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب خط و کتابت ذریعہ معرفت بابو محمد سعید احمدی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سپلائی برانچ نادو لینڈ منی کریں۔

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی لڑکی کیلئے جس کی عمر پندرہ سال ہے۔ تندرست مڈل پاس ہے۔ عربی فارسی۔ انگریزی اور کتب حضرت مسیح موعود پڑھتی ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ شرط کنوارہ اور تندرست احمدی۔ مبایع۔ تعلیم یافتہ برسر روزگار کاروباری ہو۔ ذات کا پٹھان نہ ہو۔ خواہشمند احباب بنسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ محمد بشیر الدین گرداور قانونگو تحصیل مود ہا ضلع ہمیر پور ڈاکخانہ۔ رگول (یو۔ پی)

ضرورت رشتہ

یو۔ پی کے ایک خاندان کی دو مخلص احمدی۔ اردو عربی۔ انگریزی تعلیم یافتہ لڑکیوں کے لئے جن کی عمر ۱۶ – ۱۷ سال ہے شریف اور برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتوں کی ضرورت ہے۔ مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ عبد الحکیم احمدی ہیڈ کوارٹر۔ رائل ایئر فورس نئی دہلی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مدراس ۲۴ر نومبر۔ حکومت کو سرکاری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وائسرائے نے قانون مزارعین مالابار کا مسودہ بلاکسی شرط کے منظور کر لیا ہے۔

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا چودھواں سالانہ اجلاس بصدارت نواب صاحب ڈھاکہ لاہور میں باغ متصل مزار حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ ۲۹-۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء کو منعقد ہوگا ؂

امرتسر ۲۴ر نومبر۔ آج کمیٹی کے بجلی گھر کے خزانچی کو بارہ ہزار چار سو انچاس روپیہ سات آنہ گیارہ پائی کی رقم غبن کرنے کے جرم میں اڑہائی سال قید بامشقت اور دو ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ؂

لندن ۲۴ر نومبر۔ گول میز کانفرنس کے سندھ کے غیر مسلم ارکان کا ایک مکمل اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں فیڈریشن کے مسئلے اور علی الخصوص والیان ریاست کی پوزیشن کے متعلق اظہار خیالات کیا گیا۔ فرقہ وار مسئلے کے فوری تصفیہ کی کوئی امید نہیں ابھی تک مسلم مندوبین کی اکثریت زائد حقوق کے بغیر مخلوط انتخاب اور مرکز میں مسلمانوں کی تینتیس فی صدی سے کم نیابت کے سخت خلاف ہے ؂

”امرت بازار پتریکا“ کا نامہ نگار لندن سے بذریعہ تلغراف اطلاع دیتا ہے۔ ڈاکٹر مونجے نے امید ظاہر کی ہے۔ کہ وہ ایک اچھی سکیم لے کر مشورہ کے لئے کانگرس۔ گاندھی جی اور پنڈت موتی لال نہرو کے پاس لے جائینگے تاکہ انہیں کانفرنس میں واپس لائیں ؂

قونصل جنرل افغانستان دہلی کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ افغانستان کا کوئی قبیلہ محمد نادر شاہ کابل کے خلاف نہیں۔ اور یہ صحیح نہیں۔ کہ ملت افغانیہ یا کوئی قبیلہ اس فکر میں ہے۔ کہ امان اللہ خاں پھر افغانستان کے بادشاہ ہوں ؂

لندن ۲۴ر نومبر۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف اس افواہ کی پرزور تردید کرتا ہے۔ کہ مسٹر مکڈانلڈ ہندوستان کے آئندہ وائسرائے ہونگے۔ لندن کے سرکاری حلقے مسٹر موصوف کے تقرر کے امکان کی بڑے زور سے تردید کرتے ہیں۔

لدھیانہ ۲۲ر نومبر۔ تحصیل جگراؤں میں ایک تھانہ میں اطلاع ملی کہ ایک جگہ چند مشتبہ مفرور پناہ گزین ہیں۔ ان کے پاس پستول اور چھویاں بھی ہیں۔ پولیس اس مقام کی طرف روانہ ہوئی۔ مگر جب پولیس پاس پہنچی۔ تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک نے کہا۔ فائر کرو۔ چنانچہ دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ ایک مفرور نے اپنی چھوی سے تھانہ دار پر حملہ کیا۔ جو گھوڑے کی زین پر لگی۔ اور تھانیدار خود بچ نکلا۔ پولیس کی گولی سے ایک مفرور زخمی ہو کر گر پڑا۔ اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔

دہلی ۲۴ر نومبر کی شب وائسرائے کے بنگلے پر فیلڈ مارشل سر ولیم برڈوڈ کو سرکاری طور پر الوداع کہنے کے لئے تقریباً ڈیڑھ سو مہمان مدعو کئے گئے ۲۵ کو ساڑھے نو بجے قبل دوپہر کمانڈر انچیف نئی دہلی کے سٹیشن سے روانہ ہوگئے ؂

لندن ۲۴ر نومبر۔ دارالعوام میں سوالات کے وقت وزیر ہند نے مطلع کیا۔ کہ گجرات اور پیراہ میں کانگری عدالتیں اور پنچائتیں قائم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی ؂

لکھنؤ ۲۴ر نومبر۔ خان بہادر حافظ عبدالحلیم سوداگر کانپور۔ یو۔ پی کے مغربی حلقہ سے بلامقابلہ کونسل آف سٹیٹ کے رکن منتخب ہوئے

مالک معظم نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کی افتتاحی تقریر کے گراموفون ریکارڈ سے جتنی آمدنی ہو۔ لیڈی منٹو کے۔ سی انڈین نرسنگ ایسوسی ایشن کو دی جائے۔ اس ریکارڈ کی قیمت تین شلنگ ہے۔ یہ ریکارڈ ہوائی ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ بھیجے گئے ہیں ؂

علی گڑھ ۲۵ر نومبر۔ نواب مسعود جنگ سید راس مسعود آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرینگے ؂

ہندوستان کی سیاسی صورت حالات کے متعلق حکومت ہند نے ہفتہ وار تبصرہ میں لکھا ہے۔ کہ یو۔ پی کے قصبات میں شورش کی تحریک روبہ تنزل ہے۔ آسام میں پکٹنگ عملی طور پر بند ہوگیا۔ اور دہلی میں روبہ انحطاط ہے۔ گجرات میں تحریک کو عام زوال ہوچکا ہے۔ اور بمبئی میں امن وسکون ہے ؂

لندن ۲۴ر نومبر۔ گذشتہ ہفتہ میں طوفان باد اور بارش سے بلجیم میں بہت نقصان ہوا۔ اور ذرائع آمد و رفت کو بھی نقصان پہنچا۔ سیلاب بالخصوص شدید تھا۔ بہت سے دیہات سیلاب کی وجہ سے خالی کردیئے گئے۔ بہت سے جہازوں کو صدمہ پہنچا۔ جان بچانے والی متعدد کشتیاں بھی شکستہ ہوگئیں ؂

رگبی ۲۳ر نومبر۔ گذشتہ ہفتہ تمام یورپ اور برطانیہ کیلئے ایک طوفانی ہفتہ تھا۔ انگلستان میں زبردست طوفان باد آیا۔ وسطی علاقہ میں آندھی کی رفتار ۸۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ سکاٹ لینڈ کے حصوں میں سخت برفباری ہوئی۔ ہیسٹنگز کے قریب سمندر ہزار ہا ٹن مٹی بہا کر لیگیا

شملہ ۲۵ر نومبر۔ چوہدری ظفر اللہ خاں گول میز کانفرنس کے پنجابی ڈیلی گیٹ نے مسٹر فیروز خاں نون کے نام برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ مسلمان نمائندوں نے مخلوط انتخاب کے اصول کو تسلیم کر لیا ہے ؂

بمبئی ۲۴ر نومبر۔ آج مسٹر سدانند مینجنگ ایڈیٹر فری پریس جنرل مسٹر عبداللہ بریلوی ایڈیٹر بمبئی کرانیکل اور مسٹر کپاڈیہ پرنٹر و پبلشر بمبئی کرانیکل اچانک ہی زیر دفعہ ۱۷ (الف) ترمیم ضابطہ فوجداری گرفتار کر لئے گئے۔

نئی دہلی ۲۴ر نومبر۔ چیف کمشنر نے جتندر ناتھ داس کی ارتھی کے جلوس کی فلم صوبہ دہلی میں ممنوع قرار دی ہے۔ اس سے قبل یہ فلم پنجاب اور یو۔ پی میں ممنوع قرار دی جاچکی ہے ؂

شرومنی اکالی دل کے صدر سردار تیجا سنگھ اور نائب صدر ریام سنگھ نے استعفے داخل کر دیئے ہیں

لندن ۲۲ر نومبر۔ سرکاری حلقوں میں یہ تجویز ہو رہی ہے کہ کرسمس کے دنوں میں گول میز کانفرنس کا کام تین ہفتوں کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن والیان ریاست اور ہندوستانی ڈیلی گیٹ بہت جلد ہندوستان واپس جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اغلباً اس تجویز پر عمل نہ کیا جاسکے گا۔ اور کرسمس کے ایام میں صرف ایک ہفتہ کے لئے کام بند رہے گا ؂

لاہور ۲۳ر نومبر۔ محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کی طرف سے انگریزی کے اشتہار شہر میں مناسب جگہوں پر چسپاں کئے گئے ہیں۔ جن میں تحریر ہے۔ کہ ۱۲ر اکتوبر کو ساڑھے گیارہ بجے رات سارجنٹ سمتھ پر جو گولی چلائی گئی تھی۔ اس کے سلسلہ میں ملزمان کو پکڑوانے کو ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا ؂

حیدر آباد سندھ ۲۲ر نومبر۔ قصبہ ٹھٹھہ کے سکول میں جب گورنر پہنچ گیا۔ تو تمام طالب علم اٹھ کر باہر چلے گئے

لکھنؤ ۲۶ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چار برطانوی افسروں کو جنہوں نے گذشتہ جون میں پروفیسر جیا رمیندر ناتھ کے مکان پر چھاپہ مارا تھا۔ اور وہاں سے قومی جھنڈا چھین لائے تھے۔ کورٹ مارشل نے دو دو سال قید کی سزا دیکر نینی جیل میں بھیجدیا ہے

رڑکی تحصیل کے کئی مقامات پر کہا جاتا ہے۔ کہ پولیس کی طرف سے یہ منادی کرائی جا رہی ہے۔ کہ مہادو بالہ جوالاپور اور گوروکل کانگڑی کا اگر کوئی آدمی کسی کے ہاں آئے اور ٹھہرے تو اس کی اطلاع فوراً پولیس کے پاس پہنچادو۔ یہ بھی افواہ ہے۔ کہ مہادو بالہ اور گوروکل کانگڑی کو خلاف قانون قرار دیا جانیوالا ہے

دہلی ۲۵ر نومبر۔ دہلی یونیورسٹی کی ایگزیکٹو کمیٹی نے متوفی سر موتی ساگر کی جگہ خان بہادر عبدالرحمٰن وکیل کے نام کی عہدہ وائس چانسلری کے لئے سفارش کی ہے ؂

باریسال ۲۵ر نومبر۔ پولیس کی ایک پارٹی اور دیہاتیوں میں لڑائی ہو پڑی۔ جس میں ایک کانسٹیبل اور چند دیہاتی زخمی ہوئے۔ پولیس موضع بہیروح پور میں ایک مشکوک آدمی کی گرفتاری کے لئے گئی۔ گاؤں والوں نے پولیس کی مخالفت کی۔ نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ بالآخر پولیس کو گولی چلانی پڑی ؂